دعاؤں کے ذریعہ خدائی افضال وانعامات کا مورد بننے کی کوشش کریں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۸؍ جولائی ۱۹۸۰ء بمقام مسجد نور فرینکفرٹ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں بہت اچھی اچھی دعائیں سکھائی ہیں۔ ظاہر ہے یہ دعائیں عربی زبان میں ہیں ہمیں یہ دعائیں آنی چاہئیں اور ان کے معنے بھی آنے چاہئیں۔ ان دعاؤں میں اللہ تعالیٰ نے ہماری تفصیلی ضروریات کو بھی مدّ نظر رکھا ہے اور ہمیں اپنی جن کوتاہیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بطور خاص ضرورت ہوتی ہے انہیں بھی مدنظر رکھا ہے۔ ان میں سے بعض بنیادی دُعائیں ہیں جن میں ہماری سب ضرورتیں اور حاجتیں آ جاتی ہیں اور ہماری جملہ کوتاہیوں کے بُرے اثرات کے ازالہ پر بھی وہ حاوی ہیں مثال کے طور پر ایسی بنیادی دعاؤں میں سے ایک دُعا یہ ہے:- رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ (البقرۃ:۲۰۲)

یعنی اے ہمارے رب ہمیں اس دُنیا کی زندگی میں بھی کامیابی دے اور آخرت میں بھی کامیابی دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

اِسی طرح ایک اور چھوٹی سی دُعا ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کی اور خدا تعالیٰ نے اسے قرآن مجید میں بیان کر دیا تا کہ ہم بھی وہ دُعا کریں اور اس سے فائدہ اُٹھائیں وہ دُعا یہ ہے کہ:- رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ۔ (القصص:۲۵)

اس کے معنے ہیں کہ اے اللہ جو خیر بھی تیری طرف سے نازل ہو میں اس کا محتاج ہوں خیر کے معنے بہت وسیع ہیں خیر کے معنوں کا پتہ خود قرآن مجید کی بعض دوسری آیات سے لگتا ہے مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:- قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔(اٰلِ عمران: ۲۷)

اس کے معنی ہیں تو کہہ اے اللہ تو سلطنت کا مالک ہے جسے چاہتا ہے سلطنت دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے سلطنت لے لیتا ہے۔ جسے چاہتا ہے غلبہ بخشتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلیل کر دیتا ہے سب خیر تیرے ہی ہاتھ میں ہے اور تو یقیناً ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے ملک کا ذکر کیا ہے ملک کا یہ لفظ دونوں قسم کے ملکوں پر حاوی ہے یعنی ایسے ملک پر بھی جس کا بادشاہت سے تعلق ہے اور ایسے ملک پر بھی جس کا بادشاہت سے تعلق نہیں۔ موخر الذکر ملک کو دینی اصطلاح میں روحانی بادشاہت کہتے ہیں جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:-

مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا
مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوانِ یار

(درثمین صفحہ ۱۴۰)

سو ملک کے لفظ میں دُنیوی بادشاہت اور روحانی بادشاہت دونوں شامل ہیں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تعلق کسی ایک ملک سے نہیں بلکہ ساری دُنیا کے ساتھ ہے اس لئے آپ کو جو ملک عطا ہوا ہے اُس سے مراد روحانی بادشاہت ہے۔ اسلام میں کوئی مجدد ایسا نہیں آیا جس کا تعلق اپنے علاقہ اور اپنی صدی سے باہر کے علاقہ اور صدی سے ہو لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میں صرف چودھویں صدی کا مجدد نہیں بلکہ مجدد الف آخر ہوں۔ اسی لئے آپ نے خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہونے والی اپنی روحانی بادشاہت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ میرا ملک سب سے جُدا ہے اور میرا تاج صرف رضوانِ یار ہے۔

بتا میں یہ رہا ہوں کہ خیر کے معنوں میں دونوں ملک شامل ہیں ایک دُنیوی لحاظ سے ملک اور دوسرے روحانی لحاظ سے ملک۔ دوسری چیز جس کا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ذکر کیا ہے وہ

ہے عزّت ۔ایک عزّت دُنیوی ہوتی ہے اور ایک عزت وہ ہوتی ہے جو اللہ کی نگاہ میں کسی انسان کی ہو اور وہی فی الاصل قائم رہنے والی عزّت ہوتی ہے۔ سو اس آیت میں چار چیزوں کا ذکر ہے ایک دُنیوی ملک کا، دوسرے روحانی ملک کا، تیسرے دُنیوی عزّت کا اور چوتھے اس عزّت کا جو کسی انسان کی اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ہوتی ہے پھر اس میں نفی بھی ہے اور اثبات بھی یعنی ملک اور عزّت ملنے کا بھی ذکر ہے اور کوتاہیوں اور غفلتوں کے نتیجہ میں ملک اور عزت چھیننے کا بھی ۔ان چاروں چیزوں کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا بِيَدِكَ الْخَيْرُ یعنی اے اللہ ہر خیر تیرے ہی ہاتھوں میں ہے اس لحاظ سے دیکھا جائے تو تمام دُنیوی نعمتیں اور ہر قسم کے روحانی افضال و انعامات خیر میں شامل ہیں۔ خیر کا لفظ اُن تمام نعمتوں اور رحمتوں پر حاوی ہے جو انسان پر خدا کی طرف سے نازل ہوتی ہیں ان نعمتوں اور رحمتوں کے حصول کے لئے ہمیں دُعا کی تعلیم دی گئی ہے یہ اسلام ہی ہے جس نے چلتے پھرتے ، اُٹھتے بیٹھتے ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا ضروری قرار دیا ہے اور اس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بہت سی دعائیں سکھائی ہیں۔قرآنی دعاؤں کے ساتھ ساتھ وہ سب دعائیں کرنا اور کرتے رہنا ہمارا فرض ہے۔

اسی طرح رَبِّ اِنِّيْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ایک چھوٹی سی دعا ہے جو خود خدا نے ہمیں قرآن میں سکھائی ہے اسے آپ فارغ اوقات میں اور کام کرنے کے دوران بھی پڑھ سکتے ہیں آپ کو یہ دُعا بکثرت کرنی چاہئے اور اس طرح خدائی افضال و انعامات کا مورد بننے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

خطبہ جاری رکھتے ہوئے حضور نے مزید فرمایا دوسری بات جو میں اس وقت کہنی چاہتا ہوں یہ ہے کہ ہمارے مسلمان ہونے یا نہ ہونے کے لئے کسی کے فتویٰ کی ضرورت نہیں یہ خیال کرنا احمقانہ بات ہے کہ جب تک حکومت ہمیں مسلمان تسلیم نہ کرے خدا بھی ہمیں مسلمان نہیں مانے گا۔ہمیں کسی کی سند کی ضرورت نہیں ہاں ہمیں فکر یہ کرنی چاہئے کہ ہمارا خدا ہم سے ناراض نہ ہو جائے ۔اس سے کبھی بے وفائی نہیں کرنی اصل تو خدا ہے۔ بنیادی حقیقت اس کائنات کی توحیدِ باری تعالیٰ ہے اس کو چھوڑ کر اس کو ناراض کر کے ہم کہاں جائیں گے۔انسانوں کی پرواہ نہ کرو انسان کی حیثیت ہی کیا ہے وہ ایک ایٹم ،ایک ذرہ پیدا کرنے پر بھی قادر نہیں ہے اس لئے

بجز خدا کے کسی کی پروا نہ کرتے ہوئے ہمیشہ مسکراتے رہو۔ صرف خدا سے ڈرو اور ہمیشہ اس فکر میں رہو کہ وہ ناراض نہ ہو جائے۔

خدا تعالیٰ کی نگاہ میں مسلمان بنے رہنے کی اہمیت واضح کرنے اور اس سے متعلق بعض اور اُمور کی وضاحت کرنے کے بعد آخر میں حضور نے فرمایا میں نے دو باتیں آپ کو بتائی ہیں۔ ایک تو میں نے رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ کی دُعا کرنے کی تلقین کی ہے۔ دوسرے میں نے بتایا ہے کہ خدا سے کبھی بے وفائی نہ کرو خدا کے بن کر خدا میں ہو کر زندگی گزارو اور اپنی زندگیوں میں اسلام کا ایسا اعلیٰ نمونہ دکھاؤ کہ یہ لوگ (مغربی جرمنی کے باشندے) اس دُنیا کی طرف کھنچے چلے آئیں جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دُنیا ہے۔

پھر حضور انور نے فرمایا کل ۱۹؍ جولائی ۱۹۸۰ کو ہمبرگ ہوتے ہوئے سکنڈے نیوین ملکوں میں جانے کا ارادہ ہے۔ وہاں ایک نئے مشن کا افتتاح کرنا ہے۔ وہاں ایک بلڈنگ ڈیڑھ ملین کرونہ میں ملی ہے اگر مسجد اور مشن ہاؤس کے لئے ہمیں بعد میں اور زیادہ مناسب اور موزوں جگہ مل گئی تو یہ دو تین ملین کرونہ میں بِک جائے گی کیونکہ وہاں بھی جائیداد کی قیمتیں برابر بڑھ رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سکنڈے نیوین ملکوں میں اسلام کے پھیلانے اور غالب آنے کے جلد سامان کرے۔ آمین

چونکہ حضور ایدہ اللہ اگلے روز فرینکفرٹ سے ہمبرگ روانہ ہو رہے تھے اس لئے حضور انور نے خطبہ ثانیہ کے دوران احباب فرینکفرٹ کو دعاؤں سے نوازتے ہوئے فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کو بھی خیر سے رکھے آپ کا حافظ و ناصر ہو اور آپ کی ہر قسم کی پریشانیاں دُور کرے آمین۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۹؍ اکتوبر ۱۹۸۰ء صفحہ ۲)